سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

خاندان کے سربراہ کی ذمہ داریاں

تربیت اولاد کا اہتمام' صدقہ جاریہ والے اعمال اور جوابدہی کے مرحلے

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انما اموالکم و اولادکم فتنة واللہ عندہ اجر عظیم (الطلاق)

ترجمہ: ''تمہارے مال اولاد تو سراسر تمہارے آزمائش ہی ہے اور بہت بڑا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے''

نگران' مسئول ہیں:

وعن ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال الاکلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ فالامام الذی علی الناس راع وھو مسؤل عن رعیتہ والرجل راع علی اھل بیتہ وھو مسؤل عن رعیتہ والمرءة راعیة علی بیت زوجھا وولدہ وھی مسؤلة عنھم وعبد الرجل راع علی مال سیدہ وھو مسؤل عنہ الا فکلکم راع و کلکم مسؤل عن رعیتہ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: خبردار' تم سب اپنی رعیت کے نگہبان ہو اور تم سب سے رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا پس حاکم جو لوگوں کی اصلاح کے لئے مقرر کیا گیا ہے' اپنی رعیت کا محافظ ہے اس سے اپنی رعیت کے احوال کے بارہ میں (قیامت کے دن) پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے اس سے اپنی رعیت یعنی اہل وعیال کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگہداشت پر مامور ہے تو اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ آدمی کا غلام اپنے مالک کے مال کا نگران ہے۔ تو اس سے اس مال کے بارہ میں سوال ہوگا۔ (پھر حضور نے تاکیداً فرمایا) سنو تم سب کے سب (کسی نہ کسی درجہ میں) نگران ہو تم سب سے اپنی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

والدین' اولاد کو نماز کی تربیت دیں:

عن سبرة بن معبد جھنیؓ قال قال رسول اللہ ﷺ مروا الصبتی بالصلوة اذا بلغ سبع سنین و اذا بلغ عشر سنین فاضربوہ علیھا

(ترجمہ) حضرت سبرہ بن جہنی حضور ﷺ سے روایت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا لڑکے جب سات سال کے

ہو جائیں تو انہیں نماز کا حکم دو اور جب دس سال کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے اس کو مارو۔

گزشتہ مواعظ سے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ والدین کے اپنی اولاد پر بے شمار حقوق ہیں۔ حقوق کی خواہش اور پورا کرنے کا مطالبہ تو ہر والد و والدہ کا ہوتا ہے مگر اس طرف بہت کم والدین کا دھیان ہوتا ہے کہ ان جگرشوں کی علم و عمل، سیرت و کردار، دینداری اور اخلاق حسنہ جیسی صفات عالیہ کے حصول میں بچوں کے کچھ حقوق کی ادائیگی کے ذمہ دار وہ بھی ہیں۔ والدین کے انعامات واحسانات اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ بچوں کو احسان کے بدلہ میں احسان کے مقولہ کے مطابق ماں باپ کی خدمات وانعامات کے اعتراف کے طور پر ان کی خدمت گزاری اور تکلیف نہ دینے کا فریضہ باحسن طریقہ ادا کرنا ہوگا۔ مگر یہاں یہ یاد رہے کہ اولاد والدین کے حقوق تب ادا کریں گے

والدین کا غفلت پر مواخذہ:

جب والدین نے بھی بچوں کی پرورش میں نیکی، پارسائی، شرم وحیاء اور امانت و دیانت کی بہترین بنیادیں قائم کی ہوں۔ عام مشاہدہ ہے کسی ایک مثال پیش کرنے کی ضرورت نہیں کہ جن لوگوں کی ذمہ اولاد کی تربیت تھی، انہوں نے غفلت و بے پرواہی کا مظاہرہ کیا وہ اولاد ڈاکو، لٹیرے، ہیروئن پینے والے اور چرسی بن کر معاشرہ کے لئے بدترین ناسور کی کیفیت حاصل کر لیتے ہیں۔ ایسے اولاد سے یہ توقع کرنا کہ والدین کی حقوق کی پاسداری کریں گے یا والدین کا انکی نالائقی و نااہلی کی شکایتیں کرنے کی بجائے ان کو یہ ذہن نشین کرنا چاہیے کہ ان زیر کفالت بچوں کے جرائم میں یہ سرپرست دنیا کے قانون ورواج میں برابر کے شریک ہیں اور عنداللہ بھی انکا باقاعدہ مواخذہ ہوگا۔

فکر آخرت کا اہتمام:

آج ہر کسی کو فکر رہتی ہے کہ میرا بچہ کسی تکلیف اور اذیت میں مبتلا نہ ہو، معمولی تکلیف کی صورت میں ماں باپ سردی و گرمی سے بے نیاز لحہ بچوں کے آرام وسکون میں صرف کرنا اپنا فریضہ اول سمجھتے ہیں۔ جبکہ دنیاوی سکون و تکلیف کو نہ کوئی دوام ہے اور نہ اس میں حد سے زیادہ بے چینی۔ دنیا کی ہر آفت و تکلیف میں بے شمار فوائد اور راحت وسکون میں لامتناہی مصائب و گناہوں کا احتمال ہے، اس کے مقابلہ اگر اصلی راحت و تکلیف ہے، وہ مرنے کے بعد والے ادوار میں ہے، ان عذابوں اور تکلیفوں میں ذرہ برابر راحت نہیں اور نعمتوں میں بے چینی کا تصور تک نہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ کہ اولاد کے ان فانی اور جلد زائل ہونے والے دنیاوی آسائشوں اور سکون کے تو متلاشی ہیں اور رب کائنات نے قرآن میں اپنے آپ اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کے اندوہناک آگ سے بچانے کا جو حکم دیا ہے اس سے بالکل غافل بن بیٹھے ہیں۔ جو بچہ والدین کی غفلت ولاپرواہی کا شکار ہو کر جرائم و گناہوں کی دلدل میں غرق ہوا اور اسی حالت میں دنیا سے رخصت بھی ہوا۔ ظاہر ہے کہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہوگا جبکہ جہنم کی آگ ہمارے اس دنیا کی آگ سے کروڑہا درجہ دردناک اور اذیت ناک ہے۔

اپنی اولاد کی صحیح تربیت نہ کرنے کا ایک نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے، کہ جیسے آج کی ذکر کردہ آیت سے معلوم

ہورہا ہے کہ بعض اولاد اپنے والدین کو طاعات اور عبادات سے روک معاصی میں مبتلا کردیتے ہیں۔ یہی وہ مقام آزمائش ہوتا ہے کہ والدین ایسے مواقع پر اب احکام الہیٰ کو ترجیح دیتے ہیں یا اولاد کے ناجائز فرمائشوں کی تکمیل کو اہم سمجھتے ہیں۔ مال کی بھی یہی آزمائش والی کیفیت ہے کہ انسان اس کی محبت میں گرفتار ہوکر خالق کائنات کی اطاعت اور فرمانبرداری کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ مال واولاد کے یہی دو کٹھن مراحل ہیں جن میں گرفتار ہونے کے بعد اعتدال کی راہ چھوڑ کر گمراہی کے اندھیروں میں بھٹک جاتا ہے۔ اگر بچوں کی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تربیت کا بندوبست کردیا جائے تو یہی جگر کے ٹکڑے مرنے کے بعد بھی کارآمد ثابت ہوکر ان کے اعمال صالحہ والدین کے عمل ناموں میں لکھے جائیں گے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ اذا مات ابن ادم انقطع عمله الامن ثلاث صدقة جارية' اوعلم ينفع به اوولد صالح يدعواله (مسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہؓ حضور ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے۔ مگر تین چیزوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے۔''

دنیا دارالعمل ہے آخرت کی کامیابی وناکامی کا دارومدار اسی دنیا کے چند سالہ زندگی پر ہے۔ یہاں جو بویا ہے مرنے کے بعد وہی کاٹنا ہے۔ اس کے اچھے یا برے اثرات عالم برزخ ہی سے ظاہر ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔ اس عالم دنیا میں ہر نیکی عمل نامہ میں لکھی جاتی ہے۔ روح کے قبض ہونے کے ساتھ عمل نامہ بند ہوکر نیکیوں کے کرنے کا سلسلہ ختم اور جزاوسزا کا سلسلہ شروع ہوکر قبر صالح مومن کے لئے جنت کے ٹکڑوں سے ایک ٹکڑا اور کافر وفاسق وفاجر کے لئے جہنم کا گڑھا بن جاتا ہے۔ اب جبکہ مزید نیکی کرنے اور نیکیوں کے اکاؤنٹ میں محسوب کرنے کا موقع ختم ہوا مرنے کے بعد بھی وہ مسلمان خوش قسمت ہے جس نے زندگی میں ایسا صدقہ اور کارخیر اللہ کی رضا کے لئے کیا جس کا فیض فائدہ لوگوں کے لئے اس کے مرنے کے بعد بھی جاری ہے یا ایسا شخص جس نے علم دین حاصل کرکے زندگی میں پھیلایا جس سے لوگ نفع حاصل کررہے ہیں اور تیسرا وہ نیک بخت جس نے اپنے پیچھے ایسی دیندار' شریعت پر کاربند اولاد چھوڑ دی ہو جو اسکے مرنے کے بعد بھی اس کے لئے دعائے خیر ومغفرت پر کاربند ہوں' ان تینوں کے اعمال حسنہ کے اجر وثواب نیکی کرنے والے کے ساتھ ساتھ مرنے والے والدین کے عمل خانہ میں باقاعدہ جمع ہورہے ہیں۔ یہ عظمت وفضیلت اس مرد مومن کے قسمت میں لکھی جاتی ہے۔ جس نے اپنی اولاد کی تربیت اس انداز سے کی ہو کہ وہ اس کی دنیا سے کوچ کرنے کے بعد حقیقی معنی میں صدقہ جاریہ ثابت ہوں۔

ذکر کردہ حدیث ''الا كلكم راع كلكم مسئول عن رعيته'' کا نچوڑ وخلاصہ یہی ہوا کہ ایک ذمہ دار اپنے ماتحت لوگوں کی راہ راست پر لانے کا ذمہ دار ہے اسلامی معاشرہ کے قیام میں اولاد اور آئندہ نسلوں کا بڑا حصہ ہے۔ یہ

حصہ وہ تب ادا کرنے کے قابل ہوں گے جبکہ انکے سرپرستوں نے اپنی مسؤلیت اور نگہبانی کا صحیح حق ادا کر دیا۔

مملکتِ وجود ایک امانت ہے:

یہاں ایک نکتہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ جب ہر ذمہ دار سے اپنے ماتحتوں کے بارہ میں روز حساب پوچھا جائے گا۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میرا نہ کنبہ ہے نہ اولاد ہے نہ زیردست لوگ' تو میں مسؤلیت کے فریضہ سے فارغ ہوں' کیونکہ ہر آدمی کا یہ بدن جو ایک مختصر کارخانہ اور اللہ رب العالمین کی تخلیق کردہ عظیم شاہکار ہے گوشت' پوست اور ہڈیوں اور دیگر کئی عناصر پر مشتمل اعضاء ہیں۔ کوئی ایسا جزو بدن کا نہیں جسے بے فائدہ اور بیکار سمجھا جائے۔ ہاتھ' پاؤں' آنکھ' کان' دل ودماغ وغیرہ ہر ایک اپنے جگہ وہ ڈیوٹی اور فرض ادا کر رہا ہے کہ اگر کچھ دیر کے لئے ایک عضو بھی اپنا فنکشن معطل کر دے تو جیتے جی انسان اپنے آپ کو قریب المرگ سمجھتا ہے ان کی قدر و قیمت اور اہمیت کا اندازہ تب ہوتا ہے جب کسی عضو سے محرومی ہو جائے یا کسی اور شخص کو تکلیف دہ حالت میں آنکھ یا ٹانگ یا زبان سے محروم دیکھے۔ رب کائنات نے اس عظیم نعمت جو بدن ہے کو اسی ایک انسان کے تصرف میں بطور امانت دے کر اسے اپنی مرضی کے مطابق اپنی اطاعت میں استعمال کرنے کا حکم دیا' یہی وجہ ہے کہ کسی انسان کو یہ حق نہیں کہ خودکشی کر کے اللہ کے اس احسن تقویم کو تہس نہس کر دے۔ کیونکہ یہ اللہ کی امانت ہے جسم کے تمام اجزاء اس کی رعیت یہ شخص ان کا راعی اور مسئول ہے اس سے روز محشر پوچھا جائے گا کہ تم نے پاؤں کا استعمال کیسا اور کہاں کیا۔ پاؤں کا استعمال' خانہ خدا میں حاضری' محافل ومجالس جہاں اللہ ورسول ﷺ کے احکامات کا ورد ہو رہا ہو' صلحاء واولیاء اللہ کی زیارت' اللہ کے دین کی اشاعت' اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے جہاد اپنے اور اولاد کیلئے حلال کمائی کے لئے سفر وغیرہ جیسے اعمال طیبہ میں ہوا۔ یا فتنہ وفساد' بے دینی' مسلمان کی عصمت وعزت پامال کرنے' حرام مال کے حصول' رقص وسرور' فحاشی وعریانی کے مواقع میں حاضر ہونے کیلئے ٹانگوں کی قوت کا استعمال ہوا۔ دل ودماغ جو انسانی بدن کی نعمتوں میں اہم اعضاء ہیں۔ اس کا استعمال اللہ کی معرفت' نیکی کے تصورات' خوف خدا' فکر آخرت' جیسے پاک وصاف افکار میں ہوا یا شیطانی خواہشات کے حاصل کرنے عذاب الٰہی' محاسبہ آخرت سے غفلت جیسے گندے خیالات پروان چڑھانے میں ان کو ضائع کر دیا۔ یہی حال آنکھ' کان' ہاتھ ہر عضو کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ ان کو اللہ کی مرضیات پر چلانے' تبلیغ دین' کلمۃ اللہ کی سربلندی' ان اعضاء کی حفاظت کرنا ہر بندہ پر لازم ہے' ہر فرد سے اپنے ایک ایک عضو کی کارکردگی کے بارہ میں پوچھا جائیگا۔ جیسے ہر حاکم سے اپنی رعیت کے ہر فرد کے بارہ میں سوال ہوگا۔ یہی کیفیت ہر انسان کی ہوگی' اپنے بدن کے تمام اعضاء کی کارگزاری کے بارہ میں ملزموں کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر سوالات کے جوابات اطمینان بخش انداز میں دینے کی صورت میں جہنم سے چھٹکارا ملے گا۔ ورنہ خسارہ ہی خسارہ۔

قدرت کا آفاقی نظامِ عدل وانصاف: دنیا کے عدل وانصاف پر مبنی عدالتوں کا انداز اور ہے اور احکم العالمین جیسی شان نرالی ہے اسکے عدل وانصاف کا نظام بھی عظیم الشان ہے' یہاں تو ایک مجرم جرم کرنے کے بعد بھی سے سفارش'

عہدہ، لالچ، رشوت اور چرب زبانی کے زور پر جرم سے بری ہوتا ہے۔ ایک ہی وکیل کے پاس اگر ظالم فیس دے کر چلا جائے وہ عدالت میں ظالم کی خلاصی کے لئے دلائل دے کر اسے بری الذمہ قرار دینے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے اگر اسی وکیل کے پاس اسی کیس کا مظلوم حق وکالت دے کر اپنا معاملہ لے کر حاضر ہو جائے وہ اسے مظلوم ثابت کرنے کیلئے دلائل کے انبار لگا دیتا ہے۔ عقل و سمجھ میں نہ آنے والا رائج الوقت ایسا نظام عدل ہے کہ موت تک مظلوم ومغصوب عدالتوں کے چکر لگا کر اسے مایوسی کے علاوہ کچھ نہیں ملتا۔ کاش اگر اس نظام کی جگہ قدرت کے آفاقی نظام عدل و انصاف کا بول بالا ہوتا تو مظلوم اپنے دادرسی کیلئے در بدر ٹھوکریں کھانے کی بجائے اسکا حق وانصاف اس کے دروازہ پر اسے مل جاتا ہے۔ روز قیامت کے جوابدہی اور مسؤلیت کو کوئی اس دنیا کے جابرانہ نظاموں کے طریقوں پر قیاس نہ کرے کہ سیم وزر یا طاقت وچالاکی کو استعمال کر کے اعضاء کے بارہ میں مسئولیت اور جوابدہی کے مرحلہ سے بچ جاؤنگا۔

سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان ہے:

اعضاء واندم کی گواہی:

وعن انسؓ قال کنا عند رسول اللہ ﷺ فضحک فقال هل تدرون مما اضحک قال قلنا اللہ ورسوله اعلم قال من مخاطبة العبد ربه يقول يارب الم تجرني من الظلم قال يقول بلیٰ قال فيقول فاني الااجيز علی نفسي الاشاهد مني قال فيقول کفی بنفسک اليوم عليک شهيدا وبالكرام الكاتبين شهودا قال فيختم علی فيه فيقال لارکانه انطقي قال فتنطق باعماله ثم يخلي بينه، وبين الكلام قال فيقول بعد الكن وسحقافعنكن كنت انا ضل (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ (ایک دفعہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک آپ ہنسنے لگے اور پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو میں کیوں ہنس رہا ہوں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں (روز قیامت) بندہ اور مالک الملک کے درمیان بالمشافہ مکالمہ (کا تصور کر کے) ہنس رہا ہوں (قیامت کے دن) بندہ کہے گا، اے رب تو نے مجھ کو ظلم سے پناہ نہیں دی ہے۔ (اشارہ ان اللہ لایظلم مثقال ذرہ کی طرف غالباً ہے) حضور ﷺ نے فرمایا رب کائنات فرمائیں گے کہ ہاں (میں نے یقیناً بندوں پر ظلم نہ کرنے کا وعدہ کیا ہے) بندہ عرض کرے گا اگر آپ نے واقعی مجھ کو ظلم سے پناہ دی ہے، تو میں اپنے متعلق اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا کہ میرے بارے میں گواہی دینے والا مجھ ہی سے ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ رب العالمین بندے کی یہ بات سن کر فرمائے گا (ٹھیک ہے) آج کے دن تیرے بارے میں خود تیری ذات ہی کی گواہی ہوگی، پھر بندے کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ (جس سے اس کی قوت گویائی وقتی طور پر معطل ہو جائے گی) جس کے بعد اس کے جسم کے تمام اعضاء کو حکم دیا جائے گا۔ گویا ہو جاؤ۔ اس کے جسم کے اعضا اس کے اعمال کو بیان کرنا شروع

کردیں گے جوان اعضا کے ذریعہ کئے تھے' پھراس بندہ اوراس کی قوت بیان کے درمیان حائل رکاوٹ ختم کردی جائے گی' بولنا شروع کردے گا (انسان اپنے اس معاملہ کو دیکھ کر اپنے جسم کے اعضاء کو کہے گا) دور ہٹو تم ہلاک ہو جاؤ میں تو تمہارے (عذاب جہنم) سے نجات کے لئے لڑ رہا تھا۔

<u>ہر شخص جواب دہی کے مرحلہ سے گزرے گا:</u>

یہ وہ خطرناک مقام ہے کہ اسی بندے کی خواہش ومنشاء کے مطابق گواہ گواہی کے لئے پیش ہوں وہ گواہ اس کے خلاف گواہی دے کر اسے مزید ذلت وخواری سے دوچار کردیں گے' جب اپنے قریبی اور گھر ہی کے افراد اپنے مجازی مالک وسرپرست اور راعی کے خلاف شھادۃ دیں' تو اس وقت اس کی پریشانی کی انتہا نہیں ہوتی ہے پھر ایسے فرد پر ہذیانی کیفیت طاری ہو کر نہ صرف خود کو بلکہ اپنے قریبی گواہوں کو بھی برا بھلا کہنا شروع کردیتا ہے۔ یہی صورتحال ہر اس شخص کی ہوگی جیسے رب کائنات نے اس کے جسم کے تمام اعضاء کا نگران نگہبان اور راعی بنایا اوراس نے اس امانت میں خیانت کرتے ہوا نہیں ایسے امور میں مصروف رکھا جو مالک حقیقی کے غیض وغضب کو دعوت دینے کے مترادف تھے۔ معلوم ہوا اس فانی دنیا میں کوئی انسان بھی اپنے آپ کو حق نگہبانی اور عالم آخرت میں مسؤلیت سے بری الذمہ نہیں ٹھہرا سکتا۔ ہر آدمی کو کسی نہ کسی حیثیت اور درجہ میں روز قیامت جواب دہی کے مرحلہ سے گزرنا پڑے گا۔

محترم حاضرین! بات ہو رہی تھی اولاد کی حقوق کی اس آزادی اور دین سے دوری کے زمانہ میں کئی والدین دینا کی رنگینیوں میں ڈوب کر اولاد کی طرف سے غافل ہو گئے۔ نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اکثر اچھے گھرانوں کی اولاد بنیادی اسلامی تعلیم عقائد وعبادات کے طریقوں سے بھی نابلد ہوتے ہیں۔ بیشتر خاندانوں کے بچے قرآن ناظرہ پڑھنے سے بے علم ہوتے ہیں اگر ان سے بے دینی پر مشتمل گانوں' فلموں' کھیلوں اور رسومات کے بارہ میں پوچھا جائے کم سنی کے باوجود ان کا قوت حافظہ ان خرافات سے بھرا پڑا رہتا ہے۔ ان تمام بے ہودہ اعمال میں والدین کے اپنے کردار کا بڑا عمل دخل رہتا ہے۔ جیسے کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں باپ کے ساتھ اس ابتدائی تربیت کے مرحلہ میں والدہ کے کردار کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

<u>بچے کو سب سے پہلے کلمہ طیبہ سکھاؤ:</u> جب بچہ عقل وشعور کے ابتدائی مراحل میں داخل ہوا اور بولنے کی کوشش شروع کرے تو اسکے زبان سے لایعنی الفاظ نکلنے اوران پر خوشی کا اظہار کرنے کی بجائے والدین کوشش کریں کہ اس کے منہ سے پہلے نکلنے اور سیکھنے والے الفاظ ''اللہ اللہ'' ہوں۔ والدین بالخصوص والدہ خود بچے کے سامنے اللہ کے نام کا ورد کیا کریں۔ بچوں کی فطرت میں نقالی کا مادہ موجود ہوتا ہے۔ وہ والدین کو جس کیفیت میں دیکھتے اور سنتے ہیں وہی بچہ بھی اپناتا ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ افتحوا علی صبیانکم کلمة لا الٰہ الا اللہ ترجمہ: ''عبداللہ بن عباسؓ حضور ﷺ سے روایت کررہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں کو سب سے پہلے لا الٰہ الا اللہ کا کلمہ سکھلاؤ۔''